طبعة ثانية بعد المراجعة

ترتيب

مسند الإمام الأعظم

من رواية القاضي الإمام المحدث العلامة صدر الدين موسى بن زكريا الحصكفي رحمه الله

٦٥٠ هـ

لخاتمة المحدّثين الحافظ محمّد عابد السندي الأنصاري رحمه الله

١٢٥٧ هـ

مع شرح

تنسيق النظام في مسند الإمام

للعلامة الشّيخ المحدث محمّد حسن السنبهلي رحمه الله

١٣٠٥ هـ

طبعة جديدة ملونة

مكتبة البشرى

محمد سفیان شاہ

سند الاکمل الاعظم

درجہ ثالثہ

جامعۃ المدینہ

فیضان ابن مسعود رحمۃ اللہ

گلشن اقبال کراچی

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

امام اعظم اللہ پاک کی عظیم نشانی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی دعا کا ثمرہ ہے اللہ پاک نے آپ پر اتنے کثیر فضائل اور مناقب سے علمی کمالات کا خزینہ سے نوازہ ہے کہ پڑھنے والا بھی سیر نہیں ہوتا۔

حضرت امام الائمہ نعمان بن ثابت تمام فقہا اور مجتہدین کے رئیس ماہرین حدیث کے امام اور عابدوں کے رہنما۔ زاہدوں کے قافلہ سالار اور صوفیوں کے پیشوا ہیں۔ اگر غرض نبوت اور صحابیت کے بعد ایک انسان میں جس قدر محاسن اور فضائل ہو سکتے ہیں وہ ان سب کے جامع بلکہ ان اوصاف میں سب کے لیے ہادی اور رہنما ہیں۔

بارگاہ خدا میں امام اعظم کا مقام و مرتبہ

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی حافظ عبدالمنان صاحب عزیز آبادی کے حالات میں لکھتے ہیں حافظ صاحب ائمہ دین کا بہت ادب کرتے تھے آپ نے فرمایا جو شخص ائمہ دین اور امام اعظم کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی غیر مقلد کی امام اعظم سے کچھ بے عقیدگی پیدا ہوگئی اس سلسلے میں لکھتے ہیں جب میں نے اس مسئلے کے لیے کتب متعلقہ

حضرت امام اعظم کے متعلق تحقیقات
الماری سے نکالی اور
شروع کی تو مختلف کتب سے ورق گردانی یا بہت
مطالعہ کرنے کے بعد میرے دل میں غبار سے آگئے
جس کا اثر فوری طور پر ہوا کہ ایک دن دوپہر کے
دن جب سورج پوری طرح روشن تھا میری
آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا
کے نظارہ ہوگیا فوراً خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل
میں یہ بات آئی کہ یہ امام اعظم سے بدگمانی کا نتیجہ ہے
فوراً اس سے استغفار کروں ! اور میں نے کلمات استغفار
شروع کر دیئے اور اندھیرا دور ہو گیا اس کے بعد ایسا
نور چمکا بلکہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات دیدی جس کی
وجہ سے میری امام اعظم سے عقیدت مزید بڑھ گئی.

علم حدیث کی دو قسمیں ہیں

(1) روایۃ (2) درایۃ

(i) روایۃ: اس حدیث کو کہتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، احوال اور اوصاف کی معرفت ہو اس علم حدیث روایۃ کا موضوع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے۔

(ii) درایۃ: وہ حدیث ہے جس سے راوی اور مروی کے حالات بحیثیت رد اور قبول معلوم ہو جس کا موضوع راوی اور مروئی ہے!

اقسام کتب حدیث:

کتب حدیث کی انواع کثیر ہے چند ضروری اسماء مبارکہ

(i) صحیح (ii) جامع (iii) سُنن (iv) مُسند (v) معجم (vi) مُستخرج (vii) مُستدرک (viii) رسالہ (ix) جز (x) اربعین

مُسند: مسند حدیث مبارکہ کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں حدیث کو صحابہ کرام کی ترتیب سے جمع کیا ہو

یعنی ایک صحابی کی تمام مرویات کو یکجا کر دیا جائے خواہ
ان کا تعلق کسی بھی باب سے ہو پھر دوسرے صحابی کی اسطرح
چلتے جائیں پھر ان میں کبھی حروف تہجی کی ترتیب کا
اعتبار ہوتا ہے اور کبھی سابقیت اسلام کا اعتبار ہوتا ہے
اور بعض میں فضیلت کا اعتبار ہوتا ہے نیز طبقات
مہاجرین وانصار کی ترتیب پر بھی مسانید کو ترتیب
اور مدون کیا جاتا ہے.

ایمان کا شرعی معنی: جمہور ائمہ کے نزدیک

والتصدیق بما جاء بہ النبی ضرورۃً تفصیلاً فیما علم تفصیلاً واجمالاً.

جو احکام آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ان کا ثبوت بدیہی طور پر ہوتا ہے ان کی تصدیق کرنا. اگر ان کا علم تفصیلی ہے تو تفصیلی تصدیق کرنا اگر اجمالی ہے تو اجمالی تصدیق کرنا.

اہلسنت کے دو گروہ ہیں

(1) اشاعرہ: یہ حضرات ابو الحسن اشعری کی طرف منصوب ہے امام مالک اور امام شافعی رحمھما اللہ سے منقول عقائد کی تشریح اور ترویج کرتے ہیں.

(2) ماتریدیا: یہ حضرات ابو المنصور ماتریدی کی طرف منصوب جماعت ہے یہ احناف سے منقول عقائد کی تائید و ترویج کرتے ہیں. ماتریدیا اور اشاعرہ کا باہمی اختلاف چند فروعی مسائل میں ہے ایمان کی حقیقت کے بارے میں اھل حق میں بھی اختلاف ہے ضالہ: یعنی گمراہ فرقوں کے نزدیک شدید اختلاف ہے. اھل حق کا اختلاف لفظی ہے

معتزلہ اور خارج کے نزدیک ایمان کی تعریف

ھو التصدیق بالقلب واقرار باللسان والاعمل بالارکان والعضاء

ان کے یہاں ایمان تین چیزوں کا نام ہے

(1) دل سے تصدیق کرنا
(2) زبان سے اقرار کرنا
(3) عضا سے امر کرنا

ان کے یہاں جو نیک عمل نہ کرے وہ مسلمان نہیں جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔

ایمان اور اسلام کے درمیان نسبت کیا ہے۔

(1) ایک قول یہ ہے یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں ایک ہی معنی ہے

(2) دونوں سے مراد ایک ہی ہے۔

اس آیت میں مومن اور مسلمان کے لیے ایک ہی الفاظ ہے

بعض کا کہنا ہے ان میں نسبت تباین ہے۔

لوگوں کو امتثنا کہنے سے منع کیا اشتثمنا کہنے کا کہا۔

تقدیر کی تعریف

تقدیر کا معنی ہے اندازہ کرنا
اللہ نے ابتداء سے انتہا واقع ہونے والی چیزوں کو لکھ دیا ہے۔ اسی ہی کو تقدیر کہتے ہیں پھر اس کے ہونے کے مطابق اس اشیاء کی عملی شکل دینے کا قضا ہے۔

تقدیر کے بارے میں اختلاف

قدریا کے بارے میں
اختلاف یہ فرقہ قضا اور قدر کا منکر ہے ان کے یہاں انسان اپنے افعال کا خود ہی خالق ہے۔ ورنہ لوگ افعال شر کی کے خالق ہونے کی نسبت بھی اللہ پاک کی طرف کرنا لازم آئے گا۔

فرقہ جبریا: یہ انسان کو مجبور محض کہتے ہیں کہ انسان تقدیر کے ہاتھوں مجبور ہے اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا اس کو کسی کام کا کوئی اختیار نہیں

اہلسنت کے نزدیک
ہمارے نزدیک انسان جو کام بھی کرے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے پہلے ہی لکھ دیا۔ بندہ سبب ہے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے

تقدیر کی دو قسمیں ہیں

(1) تقدیر معلق (2) تقدیر مبرم

تقدیر معلق
وہ تقدیر جو کسی دوسرے کام سے معلق ہے اگر بندہ فلاح کام کریگا تو یہ ہوگا اس میں تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

تقدیر مبرم
جو قطعی تقدیر ہے اس میں کبھی تبدیلی نہیں ہو سکتی

پڑوسی تین قسم کے ہیں۔

(1) مشرک کو پڑوسی ہونے کا ایک حق حاصل ہے۔

(2) مسلمان کو پڑوسی ہونے کے دو حق حاصل ہے ایک مسلمان دوسرا پڑوسی

(3) وہ پڑوسی جس کو تین حق حاصل ہے مسلمان کا حق. پڑوسی کا حق اور رشتے داری کا حق.

فطرت کی تعریف

فطرت سے مراد اسلام اور توحید ہے
یعنی انسان میں ایسی طاقت موجود ہے اگر وہ راہِ حق اختیار کرنا چاہیے اور ماحول اور معاشرے سے ہٹ کر غور و فکر کرے تو یقیناً اسلام قبول کرے یہی وجہ ہے کہ انسان کافروں کو بھی اسلام کا مکلف بنایا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ فطرت سے مراد یہ ہے کہ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرتے ہوئے پیدا ہوتا ہے

کفار اور مشرکین نابالغ اولاد کا حکم

کفار و مشرکین کے وہ بچے جو بالغ ہونے سے پہلے مر جائے تو ہیں اس کا کیا حکم ہے

(۱) پہلا مذہب یہ ہے کہ وہ مکلف نہ ہونے کی وجہ سے جنت میں جائینگے . اور یہی راجح اور یہی صحیح مذہب ہے.

(۲) بعض نے کہا ان کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی مشیعت پر ہے کہ ان کو جنت بھیجے یا جہنم.

(۳) تیسرا مذہب ایک قول یہ ہے کہ جنت والوں کے خدام بنے گے.

(۴) بعض نے کہا وہ جنت اور دوزخ کے درمیان برزخ میں رہے گے.

(۵) بعض نے کہا ان کو اپنے والدین کے تابع کرتے ہوئے جہنم میں بھیجا جائے گا

(۶) ایک قول یہ ہے کہ قیامت کے دوران سے حساب لیا جائے گا

جو کامیاب ہونے وہ جنت میں جائینگے جو ناکام ہونے
وہ جہنم میں جائینگے۔
(۷) اس بات میں توقف اور سکوت کیا جائے گا
(۸) بعض نے کہا وہ مٹی ہو جائینگے۔

گناہِ کبیرا کی تعریف

ہر وہ گناہ جو شریعت میں حرام ہو اور اس کے کرنے پر کوئی سزا مقرر ہو وہ گناہِ کبیرا ہے۔

گناہِ کبیرا کرنے والے کا حکم

اس میں اختلاف ہے
مذہب جمہور اہلسنت والجماعت کے نزدیک کوئی بھی مسلمان گناہِ کبیرا کرنے کا ارتکاب کرنے والا کافر نہیں ہوتا البتہ فاسق ضرور ہو جاتا ہے خوارج کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے۔

خوارج: ان کے یہاں گناہِ کبیرا کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

ان کے یہاں گناہ کبیرا کا ارتکاب کرنے والا نہ مسلمان رہتا ہے نہ کافر رہتا ہے بلکہ ان کے درمیان ایک مرتبہ ہے۔

اہلسنت کے نزدیک اگر اس ہی حالت پر مرگیا تو اپنے گناہوں کی سزا پا کر جنت میں ضرور جائے گا۔
خارجی اور معتزلہ کے نزدیک ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

اہلسنت والجماعت کے دلائل

آیت یاایھاالذین امنوا کتب علیکم القصاص۔
وہ تمام آیات جن میں گناہ کبیرہ کے مرتکب کو صاحب ایمان کہہ کر مخاطب کیا ہے۔

وہ تمام آیات جن میں گناہ کبیرہ کے مرتکب کو صاحب ایمان کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔

معتزلہ اور خارج کی دلیل

آیت
أفمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا۔

ترجمہ
مومن اور فاسق جدا جدا ہیں۔

حدیث
لا یزنی الزانی وھو مومن

ترجمہ
کبیرہ گناہ کرنے والا مومن نہیں ہوتا۔

من ترک الصلاۃ متعمدا فقد کفر

نماز کو جان بوجھ کر چھوڑنے والا کافر ہے۔

پہلی آیت میں فاسق سے کافر مراد ہے۔
اور حدیث پاک تحدید پر محمول ہے یا گناہ کو حلال
سمجھ کر کرنے والے کے بارے میں ہے۔

⑤ کیا کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

اہلسنت کے نزدیک کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ جہنم
میں نہیں رہے گا بلکہ اپنا گناہ کی سزا پا کر جنت
میں جائے گا۔

معتزلہ اور خوارج

معتزلہ اور خارج کے نزدیک جو شخص بغیر توبہ
کے مر گیا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔
آیت:

رد:

یہ آیت مبارکہ اس قاتل کے بارے میں ہے جو مسلمان کے قتل کو حرام سمجھے تو استحلال کی وجہ سے جہنم میں رہے گا۔

لعنت کی تین قسمیں ہیں:

(1) عام (2) وصف کے ساتھ لعنت کرنا جائز ہے۔ جیسے مطلقاً کافروں پر لعنت جس کی کفر پر موت ہو۔ دلیل قطعی سے ثابت ہو اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ ابلیس جو شخص ظاہر اعتبار سے مومن ہو یا کافر ہو اس کا کفر پر مرنا معلوم نہ ہو اس پر لعنت کرنا جائز نہیں۔

القدریۃ کو دجال کا گروہ کہنے کی وجہ کیا ہے۔

یہ منکرین تقدیر میں دجال کے مشابہ ہیں اور فسق میں بھی اس کے مشابہ ہیں اور اسی طرح دجال حق کو چھپائے گا اسی طرح قدریہ عقیدہ تقدیر جو کہ حق ہے اس کو چھپائے گا اسی وجہ سے قدریہ کو دجال کا گروہ کہا ہے۔

یخرج اللہ من النار من اهل الایمان بشفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

شفاعت کے بارے میں اختلاف: اہلسنت کا موقف اللہ تعالیٰ کی عطا سے روز قیامت اللہ کے نیک بندے گناہگار مسلمان کی شفاعت

دلیل (1) معتزلہ کی دلیل یہ کہتے ہیں شفاعت خلاف عدل کام ہے یعنی جو گناہ کرے اس کے لیے گناہ اور جو نیکی کرے اس کے لیے جزاء ہوتی ہے

دلیل (2) جواب

(1) اللہ پاک پر حق ہے جس کو چاہیے معاف کرے اور جس کو چاہیے سزا دے۔

(2) مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا۔

(3) وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا۔

(3) جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِسَيِّئَةٍ مِثْلِهَا۔

(4) مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ۔

(5) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ وَلَا شَفِيعِينَ

(6) مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ۔

دلیل (3) جواب

یہ تمام آیت جو آپ نے پیش کی ہے ان کا تعلق کفار کے بارے میں ہے اور شفاعت کا تعلق گناہ گار مسلمان سے ہے ورنہ اعتراض ان پر بھی لازم آئے گا کہ یہ بھی

صغیرہ گناہوں کی شفاعت کے قائل ہیں

(2) جواب

شفاعت کی نفی جن آیت میں ہے وہ بغیرہ اذن اللہ مراد ہے مگر نیک لوگ اللہ کے حکم سے شفاعت کرینگے جیسا کہ آخری آیت میں پیش کیا گیا۔

کیا دنیا میں کوئی رب تعالیٰ کا دیدار کر سکتا ہے ؟

دنیا میں جاگتی آنکھوں سے دیدار الٰہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات ہے اور خواب میں رب تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے جیسا کہ امام اعظم کو خواب میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا۔

علم کی کتنی قسمیں ہیں ؟

علم کی دو قسمیں ہیں (1) علم کسبی (2) علم ____
علم کسبی : وہ علم جو کسب (کسی واسطے) سے حاصل ہو۔
علم ____ :- وہ علم جو کسی کے واسطے کے بغیر حاصل ہو اس کی تین قسمیں ہیں۔
(1) وحی ، الہام ، فراست۔

کیا امام اعظم تابعی ہیں؟

ج جی ہاں امام اعظم تابعی ہیں ارباب فن رجال نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تابعی ہونے کو تسلیم کیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ علیہم الرضوان سے ملاقات تقریبی ملوا پر اور حدیث کا سماع بھی ثابت ہے متعدد بار صحابی رسول اللہ بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ۔ حضرت جابر، حضرت معقل، حضرت واثلہ علیہم الرضوان

تابعی کی تعریف

تابعی اس مبارک ہستی کو کہتے ہیں جس نے کسی بھی ایک صحابی کی زیارت بحالت ایمان کی اور اسی حالت میں دنیا سے پردہ فرمایا

THE END

کریں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا کبری اعزاز حاصل ہوگا

معتزلہ کا تعریف: ان کے سردار کا نام واصل بن عطا ہے جو خواجہ حسن بصری کا شاگرد تھا ایک مرتبہ سبق میں گناہ کبیرہ و صغیرہ پر بحث چل پڑی واصل نے استاد سے اختلاف کیا اور کہا گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ کافر ہوتا ہے نہ مسلمان چونانچہ وہ اپنے ہم خیال چند شاگردوں کو لے کر مسجد کے ایک کونے میں جا بیٹھا اور درس دینے لگا اس پر امام بصری نے کہا (قد اعتزل عنا) وہ ہم سے جدا ہو گیا وہیں سے اس کا نام معتزلہ ہو گیا عالم آخرت کو عالم دنیا پر قیاس کرنا جائز نہیں اللہ کا دیدار ان سب شرائط کے بغیر ہوگا حضور نے فرمایا ہر جمعہ کو جنتی رب تعالی کا دیدار کرے گا۔

کتاب الطہارۃ

طہارت کا لغوی معنی: لغوی معنی ہے گندگی اور میل کچیل سے پاک ہونا۔

اصطلاحی معنی: شرع میں طہارت کے معنی ہے شرعی اصول کے مطابق حدث یا خبث کو زائل کرنے کے لیے پانی یا مٹی کا استعمال کرنا۔

طہارت کی دو قسمیں ہیں

(1) ازالہ حدث (2) ازالہ خبث

ازالہ حدث یعنی نجاست حکمی کو زائل کرنا۔

ازالہ خبث یعنی نجاست حقیقی کو زائل کرنا۔

نجاست حکمی کو زائل کرنے کی دو قسمیں ہیں

(1) ازالہ حدث اصغر (2) ازالہ حدث اکبر

(1) ازالہ حدث اصغر: جس کو وضو کہتے ہیں۔

(2) ازالہ حدث اکبر: جس کو غسل کہتے ہیں۔

حدیث 65: وضاحت

حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے۔ جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے جو اس طرح کی روایت پیش کرے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نہ اس کی تصدیق کرو نہ اس کی تکذیب کرو۔ حدیث میں تعارض پایا جا رہا ہے تطبیق کی پہلی صورت یہ ہے۔ حضرت عائشہ نے حضور کی عمومی حالت کو بیان کیا ہے۔

دونوں کو ... پر عمل ... کی صورت

حضور علیہ نے بیٹھ کر پیشاب فرمایا کرتے تھے جبکہ روایت
بارا میں ایک جزئی واقعہ کا ذکر ہے۔
(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے علم کے
مطابق فرمارہی تھی کہ آپ نے گھر میں تو کھڑے
ہو کر بول نہیں فرمایا۔ اور روایت حذافہ میں گھر سے باہر
کا واقعہ پیش کیا گیا ہے ممکن ہے کہ اس واقعے کے
بارے میں حضرت عائشہ کو علم نہ ہو۔

کھڑے ہو کر پیشاب کے بارے میں اختلاف

بعض کے نزدیک کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز نہیں
سعید بن مطلب اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما
کے نزدیک کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے۔

امام مالک کے نزدیک، اگر اس طرح کھڑے ہو کر پیشاب
کرنے سے تلویث (گندگی وغیرہ) ہو جانے کا اندیشہ
ہو تو جائز نہیں اور اگر اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے۔

احناف اور جمہور کا کہنا

بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ تنزیہی اور عذر کے ساتھ بلا کراہت
جائز ہے۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی وجوہات

(1) اس جگہ بیٹھنے کی وجہ سے تلویث کا اندیشہ تھا۔ اس لیے حضور نے کھڑے ہو کر بول فرمایا۔

(2) آپ کے گھٹنوں میں تکلیف تھی اس وجہ سے نہیں بیٹھ سکے۔

(3) عرب میں یہ بات مشہور تھی کہ کبھی کبھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو حکماء اور اطباء نے مفید لکھا ہے اس وجہ سے آپ نے بھی اس پر عمل کیا۔

(4) آپ معلم کائنات بنا کر بھیجا گیا تو بیان جواز کے لیے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کھڑے ہو کر بھی پیشاب کرنا جائز ہے۔ اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے۔

(5) پیشاب کا اتنا شدید تقاضا ہوا کہ آپ کو بیٹھنے کا موقع نہیں ملا اس وجہ سے آپ نے کھڑے ہو کر بول فرمایا۔

(6) بعض علماء نے فرمایا وہاں بیٹھنے کی جگہ موزوں اور مناسب نہیں تھی۔

(7) بیٹھ کر پیشاب کرنے میں ریح مع صوت کا اندیشہ تھا۔

آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے میں وضو کا حکم

حضرت عائشہ، عبداللہ بن عمر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو دہرانے ضروری ہے۔ ان کے نزدیک

دیگر صحابہ کے نزدیک :
آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے
کے بعد وضو دہرانا ضروری ہے۔ اس بعد امت کا
استغاق ہوا ہے۔ اس پر اجماع ہو گیا کہ اس سے وضو
نہیں ٹوٹتا۔ جب روایات میں آپ کے وضو فرمایا وہ
استحبابات پر معمول ہے یا اس سے مراد ہاتھ منہ
دور کلی کرنا ہے۔

اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد

امام احمد بن حنبل
فرماتے ہیں کہ اگر وضو کرنے کے بعد اونٹ کا گوشت کھایا تو
اس کو وضو ٹوٹ جائے گا اور جمہور علماء کا اس پر
استغاق ہے کہ اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

مسواک کے بارے

مسواک کا لغوی معنی ہے سواک
مصدر ہے اسم آلہ بنتا ہے وہ لکڑی جس سے دانتوں
کو رگڑا جائے۔
اصطلاحی: منہ اور دانتوں کی صفائی۔ نظافت: عود کی
لکڑی یا اس کی طرح کی لکڑی دانتوں میں استعمال کرنا۔

مسواک کا حکم

احناف کے نزدیک وضو کی سنت ہے۔
جبکہ شافعی کے نزدیک یہ نماز کی سنت ہے۔

احناف کی دلیل

جن روایت میں عند کل وضوء یا عند کل وضوء کے الفاظ مذکور ہیں۔ اور جن روایت میں عند کل صلاۃ جس کا مطلب ہے جب نماز کے لیے وضو کرو تو مسواک کرو۔

(2) محدثین کرام رحمہ اللہ علیہ نے مسواک کے متعلق تمام روایت کو کتاب طہارت کے مسائل میں ذکر کیا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے مسواک کا تعلق وضو سے ہے نماز سے نہیں۔

شافعی کی دلیل

فَلَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ كُلَّ صَلَاةٍ۔

اس حدیث کا جواب:

اس روایت میں ایک لفظ وضو محذوف ہے۔ جو کہ کل صلاۃ کا مضاف ہے۔

حدیث نمبر 50

مضمضہ کے معنی ہیں کلی کرنا: یعنی منہ میں پانی ڈال کر اسے حرکت دینا اور باہر پھینک دینا۔

استنشاق:

ناک میں پانی چڑھانا کہ نرم ہڈی تک پہنچ جائے۔

امام احمد

وضو میں مضمضہ اور استنشاق کا حکم:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو اور غسل دونوں میں مضمضہ اور استنشاق واجب ہے۔

امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیھما

امام شافعی اور امام مالک دونوں کے نزدیک وضو اور غسل میں دونوں مضمضہ اور استنشاق سنت ہے۔

امام اعظم

امام اعظم کے نزدیک وضو میں مضمضہ اور استنشاق سنت ہے۔ اور غسل میں فرض ہے۔

احناف کی دلیل:

اسم مبالغہ کے صیغے سے معلوم ہو رہا ہے کہ غسل کی طہارت وضو سے زیادہ ہے
اور حدیث مبارکہ ہے: تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ. وَانْقُوا الْبَشَرَةَ.

یعنی ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے بال کو بھی دھو اور جلد کو بھی دھو
جہاں جہاں پر بال اور کھال ظاہر ہے غسل میں وہاں وہاں تک پانی پہنچانا فرض ہے۔

جواب

قرآن کریم میں وضو کے چار فرائض بیان ہوئے ہیں
اور یہاں ان کا ذکر نہیں اس بنا پر وضو میں شامل
کرنا درست نہیں۔

مسح الراس میں تثلیث کا حکم

جمہور ائمہ کے
نزدیک مسح کرنے میں تثلیث سنت نہیں
امام شافعی کے نزدیک اعضاء کے تین مرتبہ دھونے پر
تین مرتبہ مسح کرنا ہے۔
ان کی دلیل حضرت عثمان کی روایت۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نقل کرتے ہوئے تین مرتبہ مسح فرمایا
ہماری دلیل
جمہور کی روایت

امام شافعی کی روایت کا امام ابو داؤد نے رد کیا۔

ویل للعقیب
ویل کا مشہور معنی ہلاکت ہے اور جہنم کی ایک وادی
کا نام بھی ہے یہاں دونوں مراد لیا جاسکتا ہے ننگے

ننگے پاؤں پر مسح کا حکم
اہلسنت کے نزدیک ننگے پاؤں کا دھونا
فرض اور ضروری ہے مسح جائز نہیں روافض کے نزدیک مسح کافی ہے

اہلسنت کے نزدیک:

ارجلکم کا عطف وجوھکم پر کرینگے تو پاؤں کو دھوئیں گے.
اور اگر وامسحوا پر کرینگے تو موزوں پر مسح کرینگے.
متواتر حدیث جو پیر کے دھونے پر دلالت کر رہی ہے.
سعید بن منصور. عبدالرحمن بن ابی لیلا رحمۃ اللہ
علیہ کا ایک قول نقل کیا ہے اجمع اصحاب صلی اللہ علیہ وسلم
علی غسل قدمین

روافض کی دلیل:

آیت مبارک

روافض اپنے مسلک باطل پر یہ آیت
جر سے ادا کرتے ہیں اور برؤسکم کا عطف وارجلکم
پر ہے.

اہل اہلسنت کے جوابات

(1) آیت کریمہ میں لفظ ارجلکم میں
جر جوار ہے

(2) کسرہ کی جو قراءت ہے وہ حالت تخفیف میں محمول ہے۔
نصب کی قراءت حالت عام پر محمول ہے

حضرت عائشہ کی وہ روایت جس میں کپڑے کو دھونے کا بھی ذکر ہے.
اور ایک روایت میں کپڑے سے منی کھرچنے کا بھی ذکر ہے.

5 حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور
نے منی لگے ہوئے کپڑے سے منی زائل کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا.

6 سبیلین سے نکلنے والی بالاتفاق نجس ہے. تو منی بھی نجس ہے

امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کی دلیل

(1) قرآن پاک میں منی کو پانی سے تعبیر کیا ہے۔ اور اللہ پاک نے تمام جانداروں کا مادہ تخلیق منی کو قرار دیا ہے۔

(2) کپڑوں پر منی لگے ہونے کے بارے میں حضور نے فرمایا۔ انما هو بمنزلة المخاط

ان دلیلوں کا جواب

(1) قرآن پاک میں منی کو پانی سے تعبیر کیا گیا ہے اس سے منی کے پاک ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ رہی بات مادہ تخلیق کی اس صورت میں تو ہر حیوان کی منی پاک ہونی چاہیے حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں

(2) دوسری جو آپ نے روایت پیش کی وہ موقوف ہے اور موقوف روایت مرفوع کے مقابل میں حجت نہیں بنتی

دباغت: کسی چیز کے استعمال سے چمڑے کی رطوبت اور تری کو زائل کرتی ہے۔

(1) دباغت حقیقی (2) دباغت حکمی۔

دباغت حقیقی: چمڑے کو دھوپ پر ڈال کر اسکی رطوبت ختم کی جائے۔ مٹی یا نمک مل کر اسکی رطوبت ختم کیا جائے
اس صورت میں اگر چمڑے پر پانی لگ جائے اور رطوبت لوٹ آئے تو وہ چمڑا ناپاک نہیں ہوتا

حکمی دباغت

لیکر یا جڑی بوٹی کے استعمال سے رطوبت ختم
کی جائے اس کو دباغت حکمی کہتے ہیں۔

احناف کے نزدیک، انسان اور خنزیر کے سوا تمام چمڑے دباغت
سے پاک ہو جاتے ہیں

① امام شافعی: کتے کا چمڑے کا استثنی کرتے ہیں۔

امام مالک اور امام احمد بن حنبل
مردار کا چمڑے دباغت
سے پاک نہیں ہو گا۔

احناف کی دلیل:

اَیُّما اِھابٍ دُبِغَ فقد طَھُرَ

اس روایت میں مطلق فرمایا گیا ہے۔ اس روایت میں
چمڑے کا ذکر ہے خواہ وہ مذبوحہ کا ہو یا مردار کا۔

① انسان کا استثنی اس لیے ہے وہ تعظیم اور اشرف مخلوقات ہے
خنزیر کا استثنا اس لیے ہے کہ وہ نجس العین ہے۔

بھی رہ گیا تو وہ خنزیر کی طرح نجس العین نہیں اور اگر
وہ نجس العین ہوتا تو اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہوتا

امام مالک اور امام احمد بن حنبل کی دلیل

روایت ہے
حضور نے فرمایا کہ مردار سے نفع نہ اٹھاؤ نہ اس کے اعضاء سے نہ اس کی کھال سے.

① جواب
اِھاب جو لفظ ہے اس کے معنی ہے غیر مدبوغ چمڑے کو جاتے ہیں وہ مردار کا ہو یا زندہ کا اور دباغت سے پہلے ہم بھی چمڑے کو ناپاک ہی کہتے ہیں لہٰذا یہ روایت ہمارے خلاف نہیں ہے.

کتاب الصلاۃ

صلاۃ کا لغوی معنی
رحمت ہے اصطلاح میں مخصوص طریقے کے مطابق عبادت کرنے کا نام صلاۃ ہے.

نماز میں طول قیام افضل ہے یا کثرت رکوع و سجود ؟
حضرت ابن عمر ابوذر رضی اللہ عنہما اور احناف میں امام محمد کے نزدیک طول قیام سے کثرت رکوع و سجود بہتر ہے جبکہ امام اعظم اور امام شافعی کے نزدیک طول قیام افضل ہے حضرت اسحاق بن راھویہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول اس بارے میں پسندیدہ ہے وہ قول یہ ہے کہ دن کی نماز میں کثرت سجود بہتر ہے اور رات کی نماز طول قیام افضل ہے اور یہ روایت آپ علیہ السلام کے عمل کی تائید کرتی ہے

دلیل : (قیام افضل ہونے کی) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ علیہ وسلام نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ لمبے قیام والی نماز افضل ہے.

عقلی دلیل:

رکوع اور سجود میں تسبیح ہوتی ہے اور قیام میں تلاوت ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تسبیح پڑھنے سے قرآن پاک پڑھنا افضل ہے۔

ستر کہاں تک ہے؟

أئمہ ثلاثہ کے نزدیک ناف سے لیکر گھٹنے تک ستر ہے اور احناف کے نزدیک گھٹنے بھی ستر میں داخل ہے۔

احناف کی دلیل

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول الرکبۃ من العورۃ۔

أئمہ ثلاثہ کی دلیل:

حدیث کے الفاظ ہیں ما بین السرۃ إلی الرکبۃ عورۃ۔ جس طرح ناف ستر میں شامل نہیں اسی طرح گھٹنے شامل نہیں۔

جواب

حضرت علی کا قول اس روایت کے لیے بیان ہوگا کہ گھٹنے ستر میں داخل ہونگے۔

فجر میں تغلیس افضل ہے یا اسفار:

فجر کی نماز کے لیے:
آئمہ ثلاثہ اور امام اسحاق کے نزدیک فجر میں تغلیس افضل ہے۔ امام اعظم، امام یوسف اور امام سفیان ثوری اور امام مالک کی ایک روایت میں فجر میں اسفار اولی بہتر ہے۔

جمہور کی دلیل:
حضرت عائشہ کی روایات ہے کہ جب رسول اللہ فجر کی نماز پڑھتے تو عورتیں اپنے گھروں کو لوٹ جاتی۔
فینصرف النساء متلفعات
یہ دلیل ہے کہ جب وہ لوٹتی تھی تو اندھیرا ہوتا تھا۔

حدیث کا جواب
من الغلس اصل میں یہ راوی کا قول ہے حضرت عائشہ کا قول ما یعرفن پر ختم ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن ماجہ میں یہ روایت انہی الفاظ کے ساتھ آئی ہے پتہ چلا یہ راوی کا قول تھا حضرت عائشہ کا قول نہیں ہے۔
امام طحاوی نے بھی اس کی روایت کو ما یعرفن تک نقل کیا ہے

نمبر 2. جواب

ہم جس اسفار کے قائل ہیں اس میں غلس لغوی پایا جاتا ہے ہم غلس اصطلاحی کی نفی کرتے ہیں۔

دوسری امام شافعی کی دلیل:

روایت ہیں ابو داؤد اور طحاوی میں ابو مسعود انصاری کی روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الغداۃ فغلس بھا ثم صلاھا فاسفر

یعنی آپ جب صبح کی نماز پڑھاتے اس میں اندھیرا تھا۔ پھر جب آپ نے نماز پڑھائی اس میں روشنی تھی اس کے بعد آپ کبھی روشنی کی طرف نہیں گئے۔

یہ طویل حدیث کا حصہ ہے۔

یہ طویل حدیث کا حصہ ہے اس میں مواقیت والے حصے میں خود امام ابی داؤد نے معلول قرار دیا ہے وجہ یہ ہے کہ یہ صرف حضرت اسامہ بن زید لیثی کا تفرد ہے دوسرے حفاظ حدیث نے اسے ذکر نہیں کیا۔

تیسری دلیل:

وہ تمام احادیث جس میں اول وقت میں نماز پڑھنے کی فضیلت آئی ہے مثلاً رسول اللہ ای الاعمال افضل قال اول وقت الصلوۃ اول وقتھا

چوتھی دلیل:
حضرت انس سے پوچھا گیا کہ حضور کی سحری اور
نماز کے درمیان کتنا وقت تھا؟ تو آپ نے جواب دیا
50 سے 60 آیات۔

جواب
یہ بات رمضان کی ہے ہمارے نزدیک بھی رمضان
میں تغلیس ہی بہتر ہے کیونکہ تاخیر نماز ہمارا مقصد نہیں
بلکہ تکثیر مصلین ہیں۔

ہماری دلیل:
(1) ابن عمر کی حدیث اسفروا بالصبح اعظم بالثواب
اسی طرح کی روایت حضرت رافع بن خدیج سے ہے یہ حدیث
اصح۔ صریح بھی ہے تمام اصحاب صحاح نے اسکو نقل کیا ہے

(2) حضرت ابن مسعود کی روایت ہے ما رائیت رسول اللہ علیہ وسلم
صلاۃ الا لوقتها الا فانہ کما بین المغرب والاعشاء
اس روایت میں ذکر ہے یعنی صلی صلاۃ صبح من الغد
قبل وقتها الموقات یعنی آپ نے نماز فجر وقت سے پہلے
پڑھی جبکہ وقت سے پہلے نماز پڑھنا جائز نہیں
اسی روایت کو ابو داؤد 2 میں روایت کیا ہے جس
سے معلوم ہوگیا کہ آپ علیہ السلام کی عام عادت
اسفار میں نماز پڑھنے کی تھی۔

دلیل ، بخاری شریف میں حضرت بریدہ اسلمی کی روایت
ہے جس میں یہ آپ علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں
کان • ینفتل من الصلاۃ الغداۃ حین یعرف الرجل جلیسہ
یعنی آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھاتے اور آدمی کو اس کی جگہ پہچان لیا جاتا
نوٹ : مسجد نبوی کی دیواریں چھوٹی ہوا کرتی تھیں اور
چھت نیچی تھی لہذا اس وقت ممکن تھا جب باہر اسفار ہو چکا ہو۔

عصر کا وقت

حضرات جمہور کے نزدیک تعجیل مستحب ہے اور احناف
تاخیر کے قائل ہیں۔ یہ اختلاف ہے یا تو دو مثل ہو جائے یا ایک
دو کے مقام ہو جائے۔ بنیادی اختلاف کی وجہ یہ ہے عصر مثلین
کے بعد داخل ہوتا ہے یا مثل اول کے بعد تو جمہور کے نزدیک
مثل اول کے بعد عصر کا وقت شروع ہو گا اس لیے ان کے نزدیک
تعجیل مستحب ہے صاحبین اگرچہ عصر کے وقت شروع ہونے
میں جمہور کے ساتھ ہیں مگر تاخیر میں امام اعظم کے ساتھ ہیں۔

جمہور کی دلیل

حضرت عائشہ فرماتی ہیں صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
العصر والشمس فی حُجرتھا لم یُظھر فیئکن . من
حُجرتِھا

دوسری دلیل

حضرت انس سے روایت ہیں کہ انّ رسول اللہ ﷺ
یصلی العصر والشمس مُرتفعۃ حَیّۃ فیذھب الذاھب

تیسری دلیل

رافع بن خدیج کی روایت کنا نصلی العصر مع رسول اللہ ثم تنحر الجزور فتقسم عشر قسم ثم نطبخ فنأکل لحما نضیجا قبل مغیب الشمس

رافع بن خدیج کی روایت ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے پھر بھیڑ وغیرہ ذبح کرتے تھے پھر اس کے دس حصے بھی کر لیتے پھر ہم اسے پکاتے اور پھر ہم اس کو کھا بھی لیتے غروب شمس سے پہلے

احناف کی دلیل ①

ام سلمہ کی روایت کان رسول اللہ اشد تعجیلا للظہر منکم وانتم اشد تعجیلا للعصر منہ۔

اگر دوسرا جملہ آپ اس سے لیا ہے اور پہلا جملہ احناف کے خلاف ہے اگر دوسرے جملے پر عمل کر رہے ہیں تو دوسرا جملے پر بھی عمل کرنا چاہیے۔

جواب

اگرچہ اس روایت کا پہلا جملہ ہمارے خلاف ہے پر ہم دونوں پر عمل کر سکتے ہیں اس لیے تعجیل ظہر سردی میں مراد ہوگی اور یہی ہمارا موقف ہے

دلیل ②

علی بن شعبان کی روایت ان کا رسول اللہ کان یؤخر العصر مادامت الشمس بیضاء نقیّا

یعنی اصفرار سے پہلے پہلے نماز پڑھتے تھے۔

دلیل ③

رافع بن خدیج کی روایت ان رسول اللہ ﷺ کان یأمرنا بتاخیر صلوۃ العصر

دلیل ④

معجم طبرانی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت علی اور ابن مسعود کا عمل نماز عصر کو تاخیر سے پڑھنے کا تھا۔

دلیل ⑤ عقلی دلیل

عصر کو تاخیر سے پڑھنے سے تکثیر مصلین کا فائدہ ہوگا۔

دو قسم کے اوقات مکروہات

پہلی قسم میں 3 وقت ہیں

① طلوع شمس کے 20 منٹ بعد تک

② غروب شمس کے 20 منٹ پہلے تک۔

③ ضحوۃ الکبری۔

دوسری قسم

فجر اور عصر کے نماز کے بعد کا وقت:

② احناف: پہلی صورت میں کسی بھی قسم کی نماز چاہیے فرض ہو یا نفل پڑھنا جائز نہیں۔

② ائمہ ثلاثہ کے نزدیک:

فرائض جائز ہیں نوافل ناجائز ہیں۔

حدیث

لا تشد الرحال الا ثلاثۃ مساجد

حضور نے تین مساجد کے علاوہ نماز کا رخ کرنے سے منع فرمایا
① مسجد حرام ② مسجد نبوی ③ مسجد اقصیٰ۔

مسجد حرام میں ا لاکھ اور دو نوافل میں ٥٠ ہزار ہیں۔

آذان کی مشروعیت

مدینہ منورہ میں ایک ہجری میں آذان شروع ہوئی اس سے پہلے لوگوں کو جمع کرنے کے مختلف طریقے ہوتے تھے جیسے اعلان کرنا اس کے بعد اس کے حضرت عبداللہ کو اذان کے کلمات سکھائے گئے۔

اختلاف ائمہ

امام شافعی کے نزدیک کلمات آذان 19 ہیں 4 تکبیریں 8 شہادتیں 4 حیعلتین، 2 تکبیر اور ایک کلمہ۔

امام مالک

امام مالک کے نزدیک کلمات آذان 17 ہیں۔

احناف اور حنابلہ

احناف اور حنابلہ کے نزدیک کلمات اذان 15 ہیں

احناف کی دلیل

① حضرت عبداللہ بن زید والی روایت کہ جس میں آپ کو کلمات اذان ۱۵ ہی سکھائے تھے۔

② حضرت بلال نے تا عمر ۱۵ کلمات کے ساتھ اذان دی۔

امام شافعی کی دلیل

حضرت ابو محذورہ کی روایت کہ جس میں ترجیع کا ذکر ہے

امام مالک کی دلیل

حضرت انس اور ابن عمر کی روایت۔ انما کان الاذان علی عھد رسول اللہ علیہ وسلم مرتین مرتین والاقامۃ مرۃ مرۃ

جواب:۔

یہ روایات بیان جواز پر محمول ہے۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک:

احناف کے یہاں اقامت میں ایتار ہے یعنی ہر کلمے کو ایک مرتبہ کیا جائے گا۔

جمہور کے نزدیک

احناف کے نزدیک اقامت میں بھی اذان کی طرح ہر کلمہ دو دو مرتبہ کیا جائے گا

ابو محذورہ کی اذان میں دو [illegible]

احناف کی دلیل: حضرت ابو محذورہ کی روایت حضور اکرم

(1) نے انہیں اقامت کے 17 کلمات سکھائے۔

(2) حضرت ابو جحیفہ کی روایت ہے کہ حضرت بلال رسول اللہ کے سامنے دو دو مرتبہ کہا کرتے تھے اذان و اقامت کے کلمات۔

آئمہ ثلاثہ کی دلیل: حضرت انس اور ابن عمر کی روایات ہے کہ اقامت میں ایتار سنت ہے۔

حدیث

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ قَالَ مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ۔

اذان کا جواب دو طریقے کا ہے (1) اجابت بالفعل (2) اجابت باللسان۔

اجابت بالفعل

اذان سن کر مسجد کی طرف جانا یا وضو بنانا۔ اور یہ واجب ہے۔

اجابت باللسان:

اذان سن کر اسی کی طرح کلمات دہرانا اور اذان کا جواب دینا اجابت باللسان کہلاتا ہے۔

حي علی الصلاۃ کے جواب میں کیا کہیں گے؟

امام شافعی اور
امام مالک کے نزدیک جس طرح موذن کہتا ہے اسی طرح کلمات دہرائے جائیں۔
امام اعظم اور حنابلہ کے نزدیک حیلتین کے جواب میں لا حول ... الخ مختار قول یہی ہے کہ حیلتین کہہ جائے اور درمیان میں لا حول ولا قوۃ ... الخ کہا جائے۔

احناف کی دلیل:
حضرت عمرؓ کی روایت ہے کہ جس میں صراحتاً ذکر ہے کہ حی علی الصلاۃ کے جواب میں حوقلہ یعنی لا حول ولا قوۃ۔

امام شافعیؒ کی دلیل:
ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ
أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما يقول المؤذن

جواب
یہ اذان کے اکثر کلمات کے اعتبار سے ہے۔

فضیلت مسجد:
مفحص کے معنی ہیں گھونسلہ اور قطاۃ کے معنی ایک آبی پرندہ کا نام ہے جو کبوتر کی طرح ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ جو آدمی ایک پرندے کے گھونسلے کے برابر بھی مسجد کی تعمیر میں حصہ ملائے گا۔

اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائیگا۔

گمشدہ چیزیں

سمع رجلاً ینشد ... الخ مسجد کے بار

گمشدہ چیز کا اعلان مسجد میں کرنا ناجائز ہے اسی طرح مسجد میں بھیک مانگنے والوں کو مسجد میں دینا یا بار دینا حرام ہے۔ البتہ کوئی چیز مسجد میں ملی یا بچہ گم ہوگیا یا اسی طرح جنازہ یا محافل وغیرہ کا اعلان مسجد میں کروانا جائز ہے۔

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔

(۳) احناف: دونوں کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔

(۴) شوافع: کندھوں تک ہاتھ اٹھانا جائز ہے۔ نوٹ: چونکہ روایت مختلف ہیں سب پر عمل کی تصدیق احناف نے یہ نکالی کہ جب انگوٹھے کانوں کی لو تک ہونگے تو انگلیاں کانوں کے سرے تک اور ہتھیلیاں کندھوں تک ہونگے اسی طرح سب روایت پر عمل ہو جائے گا۔

(۵) سلام ایک ہے یا دو:

(۱) امام مالک کے نزدیک سلام ایک ہے وہ بھی سیدھی طرح وہ بھی تھوڑا سا منہ پھیر کر۔

(۲) جمہور کے نزدیک سلام دو ہیں دائیں بائیں منہ پھیرتے ہوئے۔

۳ حیثیت سلام: امام مالک: سلام ایک ہے اور فرض ہے

امام شافعی: دو سلام ہیں پہلا فرض دوسرا سنت۔

امام احمد: پہلا فرض ہے دوسرا مستحب ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ: دونوں سلام واجب ہیں۔

جمہور کی دلیل:

کتاب میں مذکور حدیث۔

امام مالک کی دلیل:

حضرت عائشہ کی روایت نبی کریم نماز میں ایک مرتبہ ہی سلام پھیرتے تھے دائیں طرف یعنی سیدھی طرف رخ کر کے بیٹھو جائے۔

جواب

یہ حدیث ضعیف ہے

دوسرا جواب

طحاوی شریف میں دو طرف سلام والی روایت 20 کے قریب صحابہ کرام سے مروی ہیں۔ ایک ضعیف کی وجہ سے ان تمام کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ ان پر بھی عمل ہو رہا ہے ایک سلام

دوران نماز رفع یدین:

تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین بالاتفاق سنت ہے۔

احناف:

تکبیر تحریمہ کے علاوہ دوران نماز رفع یدین سنت نہیں۔

شوافع اور حنابلہ کے نزدیک

رکوع کرتے وقت اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین سنت ہے

احناف کی دلیل ①

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
قولی اور فعلی دونوں طرح کی روایات منقول ہے جس
میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین ثابت ہے

② حضرت براء بن عازب کی روایت آن رسول اللہ
کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدین الی قریب اذنیہ
ثم لا یعود۔

③ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت خرج علینا رسول
اللہ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم فی الصلوۃ کانھا
اذناب خیل۔

امام شافعی کی دلیل اور امام احمد بن حنبل:

ابن عمر رضی اللہ عنہ
کی روایت رسول اللہ اذا افتتح الصلوۃ یرفع یدیہ
حتی یحاذی منکبیہ و اذا رفع راسہ من الرکوع۔

جواب

حضرت مجاہد فرماتے ہیں میں نے دس سال تک
ابن عمر کی خدمت کی لیکن آپ کو کبھی رفع یدین کرتے ہوئے
نہیں پایا تو قاعدہ ہے کہ راوی کا عمل اگر حدیث کے خلاف
ہو تو عمل کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ تو اسی روایت
قابل حجت نہیں تھی اور یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

تکبیر تحریمہ کے الفاظ

امام مالک اور امام احمد کے نزدیک
صرف اللہ اکبر سے نماز شروع ہو گی۔

امام شافعی کے نزدیک

امام شافعی کے نزدیک دو کلمات ہیں
اللہ اکبر۔ اللہ الاکبر ہیں!

امام یوسف کے نزدیک

تین کلمات ہیں۔ اللہ اکبر۔
اللہ الاکبر۔ اللہ الکبیر۔

امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک،
ہر وہ کلمہ جو اللہ پاک
کی تعظیم پر دال ہو اس سے نماز شروع کی جا سکتی ہے۔

دلائل:

قرآن پاک میں
اس میں اسم ربی سے مراد تکبیر تحریمہ ہے۔ تکبیر تحریمہ
کے وقت اللہ پاک کا نام لینا ہے اور وہ کوئی بھی نام
ہو سکتا ہے

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت:
اذا سبح اور تحلل فی افتتاح الصلوۃ اجزاء من التکبیر

یعنی اللہ اکبر کے واجب ہونے کے ہم بھی قائل ہیں

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: وہ تمام روایات جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ اکبر کے ساتھ نماز شروع کرنے کا ذکر ہے۔

جواب: وہ روایات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوام کے دال پر ہیں۔
وہ فقط نفس تکبیر پر دلالت کرتی ہیں اور کے ہم بھی قائل ہیں۔ کہ تکبیر تحریمہ واجب لیکن الفاظ دوسرے بھی ہو سکتے ہیں۔

سلام کے الفاظ کا حکم:
ائمہ ثلاثہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ نماز کے اختتام کے لیے فرض ہے۔

احناف: لفظ السلام سے نماز کا اختتام فرض نہیں بلکہ واجب ہے۔

دلائل احناف: ① حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی:
اذا اجلس احدکم مقدار التشھد ثم احدث فقد تمت صلاتہ

(2) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اذا قلت هذا او فعلت هذا فقد تمت صلاتک۔

دلیل ائمہ ثلاثہ: حدیث الباب میں التسلیم معرف اللام ہے جو کہ حصر کا فائدہ دے رہا ہے جس سے لفظ سلام کا خاص ہونا ثابت ہوتا ہے۔

جواب: یہ خبر واحد ہے اس سے وجوب ثابت نہیں اور اس کے علاوہ جن روایات میں سلام کا ذکر ہے وہ بہتر طریقہ ہے اس کے ہم بھی قائل ہیں۔

سورۃ فاتحہ کا حکم:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: سورۃ فاتحہ بھی فرض اور دوسری سورت ملانا بھی فرض ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: سورۃ الفاتحہ فرض دوسری سورت ملانا مستحب۔

احناف: مطلق قرآن پاک پڑھنا فرض فاتحہ پڑھ کر سورت ملانا واجب ہے۔

دلائل احناف: (1) قرآن کریم (فاقرءوا ما تیسر من القرآن)

(2) ابو سعید خدری رضی اللہ علیہ کی روایت۔

امرنا نقرا بفاتحہ الکتاب وما تیسر

(3) حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ ثم اقرا بام القرآن، ثم اقرا بما شئت

دلائل احناف:۔ عن عبادۃ بن الصامت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحہ الکتاب۔

جواب:۔ لاصلوۃ کا مطلب ہے کہ کامل نماز نہیں ہوئی کہ واجب چھٹ گیا اس طرح کے الفاظ دیگر روایات میں بھی ہیں جیسے:۔ "لا ایمان لمن لا امانۃ لہ"

لاصلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد تو یہ کامل کی نفی ہے

قراءت خلف الامام

قراءت خلف الامام:-

احناف کے نزدیک سرّی و جہری دونوں نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت مکروہ تحریمی ہے۔ امام مالک کے نزدیک جہری نماز میں مکروہ تنزیہی اور سرّی نماز میں مستحب ہے۔

امام شافعی:- کے صحیح قول کے مطابق جہری نمازوں میں قراءت واجب نہیں جبکہ سری نمازوں میں قراءت واجب ہے۔

امام شافعی کی دلیل:- حضرت عبادۃ بن ثابت سے روایت ہے "عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب"

جواب:- اس حدیث میں مَنْ خاص ہے اور وہ منفرد نماز پڑھنے کی حالت مراد ہے یعنی جب کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ رہا تو سورہ فاتحہ ہر رکعت میں ضروری ہے۔

تطبیق:- کے معنی ہیں رکوع میں ہاتھوں کو لٹکانا یا ان دونوں کو ملا کر دونوں رانوں کے درمیان دبانا

اس کا حکم: یہ پہلے مشروع تھا بعد میں منسوخ ہو گیا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ وہ رکوع میں تطبیق کیا کرتے تھے۔

جواب: ① یہ جو سعد بن مالک کی روایت ہے منسوخ ہے ② ابن مسعود رضی اللہ عنہ تطبیق کو عزیمت سمجھتے تھے ③ یہ ان کی خصوصیت تھی

نماز میں تسمیہ وتحمید: تسمیع مطلب سمع اللہ لمن حمدہ کہنا تحمید کا مطلب ربنا لک الحمد کہنا منفرد نماز پڑھنے والا تسمیع و تحمید دونوں کہے گا اور مقتدی صرف تحمید کہے گا اس میں سب امام کا اتفاق ہے جب کہ امام دونوں کہے گا یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

امام شافعی: امام تسمیع و تحمید دونوں کہے گا باقی آئمہ ثلاثہ کے نزدیک امام صرف تسمیع کہے گا۔ حضرت انس کی روایت میں مقتدی و امام دونوں کے وظیفے کا بیان ہے کہ مقتدی صرف تحمید کہے گا اور امام تسمیع کہے گا۔

امام شافعی کی دلیل: حضرت علی کی روایت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع راسہ من الرکوع قال سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد

جواب: اس حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منفرد نماز پڑھنے کی حالت بیان ہے

سجدہ میں جانے کا صحیح طریقہ:

امام مالک کے نزدیک سجدہ میں جاتے ہوئے زمین پر پہلے ہاتھ رکھے پھر گھٹنے رکھیں۔

آئمہ ثلاثہ: پہلے گھٹنے رکھیں پھر ہاتھ البتہ مریض کو رخصت ہے۔

امام مالک کی دلیل: عن ابن عمران النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا یضع یدیہ قبل رکبتیہ۔

جواب: یہ حالت عذر پر محمول ہے (1) یہ روایت منسوخ ہے

سجدہ سات ہڈیوں پر ہے دو ہاتھ دو گھٹنوں پر دو پاؤں، ایک چہرہ پر بالاتفاق

اختلاف: ناک پر اکتفاد جائز ہے یا نہیں امام مالک، امام شافعی اور صاحبین کے نزدیک یہ صرف ناک پر اکتفاد جائز نہیں پیشانی زمین پر جانا ضروری ہے

امام اعظم: کسی اور پر اکتفاد سے سجدہ ہو جائیگا مگر بلا عذر اسطرح کرنا مکروہ ہے۔

نماز میں قنوت کا حکم: امام مالک و شافعی فجر
میں دوسری رکعت کے رکوع کے بعد پورا سال قنوت
(1) میں مشروع رہے۔

احناف اور حنابلہ: عام حالات میں قنوت ثابت
(2) نہیں مگر مصیبت کے دنوں میں مشروع ہے

افتراش: بائیاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ
جائے اور دائیاں پاؤں اس طرح۔

تورک:
سرین زمین پر جما کر دونوں پاؤں سیدھی طرف
نکال کر بیٹھنا۔

قعدہ اولی اور ثانیہ میں افتراش یا تورک

احناف: دونوں قعدوں میں افتراش مسنون ہے۔
امام شافعی: قعدہ اولی میں افتراش اور قعدہ آخیرہ
میں تورک مسنون ہے
امام مالک: ہر دو رکعت والی نماز میں تورک مسنون ہے
امام احمد: ہر دو رکعت والی نماز میں افتراش مسنون ہے
جبکہ یہ دونوں حضرات چار رکعت والی نماز میں امام شافعی
والا قول اختیار کرتے ہیں۔

احناف کی دلیل:

1. حضرت وائل بن حجر کی روایت
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جلس في الصلاة افترش رجله اليسرى وقعد عليها ونصب رجله اليمنى
2. دوسری حضرت انس کی روایت جس میں صراحتا تورک کی ممانعت ہے۔

تورک کے قائلین کی دلیل:

حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابو حمید ساعدی کی احادیث جن میں تورک کا ذکر ہے۔

جواب

حالت عذر پر محمول ہے۔ اور اس کے تو ہم بھی قائل ہیں کہ عذر کی حالت میں تورک کی اجازت ہے۔

تشہد کے کلمات

تشہد کے مختلف کلمات احادیث مبارکہ میں آئے ہیں اس لیے افضلیت میں اختلاف ہے۔

امام شافعی: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے کلمات کو افضل فرماتے ہیں۔

امام مالک: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول کلمات کو افضل قرار دیتے ہیں۔

احناف و حنابلہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت والے کلمات کو افضل قرار دیتے ہیں۔

وجود ترجیح: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت کو ترجیح دینے کی چند وجوہات درج ذیل ہیں۔

① حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا۔

② ان کی روایت کے صحیح ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

③ اس روایت کے کلمات میں کوئی اختلاف نہیں۔

اقتداء القائم خلف القاعد

امام مالک و محمد: کسی بھی حالت میں قائم کی قاعد کے پیچھے نماز درست نہیں۔ البتہ اس کے برعکس جائز ہے

امام احمد: اقتداء تو جائز ہے مگر مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھے۔

احناف و شوافع: قاعد کی امامت درست البتہ غیر معذور مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔

احناف و شوافع دلیل: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال
ظاہری سے پہلے مرض کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور بقیہ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی
چونکہ یہ آخر الزمان کا واقعہ ہے اس لیے بقیہ اس کے خلاف عمل کی تمام روایات پر یہ روایت حجت ہوگی۔

منفرد نماز پڑھنے کے بعد جماعت میں شریک

امام شافعی: اپنی نماز پڑھنے کے بعد جماعت میں شامل ہو سکتا ہے البتہ مغرب کی تین رکعت میں ایک رکعت ملائے گا۔

امام احمد: پانچوں نمازوں میں شریک ہو سکتا ہے مغرب میں تین ہی پڑھے گا۔

امام مالک: مغرب کی نماز کے علاوہ باقی نمازوں میں شامل ہو سکتا ہے۔

احناف کے نزدیک: ظہر اور عشاء کے علاوہ کسی نماز میں شریک نہیں ہو سکتا۔

دلیل احناف: حضرت ابن عمر کی روایت ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا صلیت فی اھلکم ثم ادرکت الصلوۃ فصلھا الا الصبح و المغرب

جمہور کی دلیل: ان کی بھی یہی روایت ہے مگر ان کے اندر فجر اور مغرب کا استثناء نہیں ہے۔

(۱) **جواب**: یہ مباح اور نہیں کی روایات ہیں ان میں توجیع
مصحرمہ تو ہوگی۔

(۲) دوسرا یہ ہے کہ بخاری پیش کردہ روایت اس کو فاصل کرنے والی ہے۔

جمعہ کے دن
غسل سنت، واجب

اصحاب ظواھر: جمعہ کے دن غسل واجب ہے۔

جمہور: جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔

دلیل جمہور: سمرہ بن جندب کی روایت "من توضأ یوم الجمعہ فبھا و نعمت و من اغتسل فالغسل افضل"

دلیل ظواھر: ابن عمر رضی اللہ عنہ "من اتی الجمعہ فلیغتسل"۔

جواب: یہ روایت شروع زمانہ کی ہے کہ ایک عارض کی وجہ سے غسل واجب کیا گیا جب وہ ختم ہو گیا تو حکم بھی ختم ہو گیا۔

سفر میں قصر نماز کا حکم

تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ شرعی سفر میں نماز قصر مشروع ہے،

لزوم حکم میں اختلاف

احناف کے نزدیک: حالت سفر میں نماز قصر واجب ہے پوری نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور اگر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو پوری پڑھ سکتا ہے۔

شافعی کا قول: حالت سفر میں دونوں صورتیں جائز ہیں پوری پڑھے یا قصر پڑھے جائز ہے۔

شافعی کی دلیل: امام شافعی فرماتے ہیں یہ رخصت ہے۔ عمل کرے یا نہ کرے البتہ عمل کرنا افضل ہے۔

امام اعظم کے نزدیک امام اعظم کے نزدیک عمل کرنا واجب ہے۔

وتر کا حکم

امام اعظم کے نزدیک وتر واجب ہے۔
ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک وتر کی نماز سنت ہے۔

امام اعظم کی دلیل:
قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زادکم صلاۃ وھو وتر۔
اور باقی بھی تین روایت جو کتاب میں موجود ہے۔ صفحہ 126

جمہور کی دلیل:
تمام وہ روایت جن میں پانچ نمازوں کے فرض ہونے کا ذکر ہے اس میں سے کسی ایک میں بھی وتر کے فرضیت کا کوئی حکم نہیں ہے۔

احناف کی طرف سے جواب:
واجب اور فرض میں فرق ہے
اس لیے فرض کے ساتھ واجب کا ذکر نہیں کیا گیا۔
(2) وتر عشاء کی نماز کے تابع ہے۔ اس لیے الگ سے بیان نہیں کیا

وتر کی تعداد

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ایک سے لیکر 7 تک ہے۔
عام طور پر تین رکعت پڑھی جاتی ہے۔

احناف کے نزدیک

3 ہی رکعت ہے نہ اس
سے زیادہ ہے نہ اس سے کم اور ایک ہی سلام
کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔

احناف کی دلیل

حضرت عائشہؓ کی وہ روایت جس
میں تین رکعت کا ذکر ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ
آقاﷺ نے پہلی رکعت میں یہ والی سورت دوسری
اور تیسری میں یہ والی سورت پڑھی۔

حضرت عائشہؓ کی روایت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
یوتر بثلاث۔
ایک اور روایت میں ہے:
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یسلم
الا فی آخرھن۔

آئمہ ثلاثہ کی دلیل

مختلف روایات

جس میں جن میں کئی اوقات ہر رکعۃ اور کثرت بسبع ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر کی رکعت کی تعداد کوئی خاص نہیں ہے۔

جواب احناف

روایات میں تو تعداد تیرہ تک بیان ہوئی ہے۔ وہاں آپ یہ تو جیہ کرتے ہیں کہ یہ مکمل نماز کی تعداد کا بیان ہے۔ تو ہم بھی بیان یہ توجیع پیش کریں گے کہ آپ کی پیش کردہ روایت میں کہ وتر کی تین ہی رکعت ہیں مگر کسی نے بعد والے نوافل کو ملا کر پانچ بیان کر دی کسی نے پہلے والے سنت ملا کر سات بیان کر دی۔

سجدہ سہو

امام شافعی: سجدہ سہو سلام سے پہلے ہو گا۔

احناف: سلام کے بعد سجدہ سہو کیا جائے گا۔

امام مالک: اگر نماز میں کسی کمی کی وجہ سے ہو تو سلام سے پہلے اور اگر کسی زیادتی کی وجہ سے ہو تو سلام کے بعد۔

امام احمد: آپ نصوص پر عمل کرتے ہیں جہاں نص میں قبل سلام ہے وہاں قبل سلام جہاں بعد سلام ہے وہاں بعد سلام جہاں کوئی نص نہیں وہاں قبل سلام۔

(1) دلیلِ احناف: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ "لکل سہو سجدتان بعد ما یسلم"

(2) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا جو نماز میں بھول جاتا ہو یا یاد نہ رہتا ہو کہ وہ سجدہ سہو کرے ایک سلام کے ساتھ

دلیل ائمہ ثلاثہ: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی بہم فسہا فسجد سجدتین ثم تشہد ثم سلم۔

جواب: (1) یہ روایت بیانِ جواز پر محمول ہے۔

(2) ہمارے پاس قولاً و فعلاً روایات دونوں ہیں اور فعلی روایات پر قولی کو ترجیح ہوتی ہے اس لیے احناف کا مذہب راجح ہے۔

سجدہ تلاوت کا حکم

احناف: سجدہ تلاوت واجب ہے۔

ائمہ ثلاثہ: سجدہ تلاوت سنت ہے۔

دلائل احناف: جن آیات میں سجدہ واجب ہے ان آیات کے 3 مضمون ہیں۔

(ا) بعض میں سجدہ کا حکم ہے۔ اور مطلقا حکم وجوب کے لیے ہوتا ہے۔
(ب) بعض میں کفار کی طرف سے سجدہ کا انکار ہے۔
تو کفار کی مخالفت میں سجدہ کرنا واجب ہے۔
(ج) بعض آیات میں حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کی اقتداء واجب ہے۔

ائمہ ثلاثہ:

(۱) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۃ النجم کی تلاوت کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ نہیں فرمایا۔

جواب: یہ روایت اور باقی اس جیسی تمام روایتیں جن میں سجدہ نہیں فرمایا سے مراد فی الفور سجدہ ہے بعد میں فرمایا ہوگا۔

نماز میں گفتگو

احناف: کسی بھی قسم کا انسانی کلام وہ نماز کی اصلاح کے لیے ہو یا سہواً یا خطأً نماز میں کیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

امام مالک: اگر اصلاح نماز کے لیے ہو تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔

امام شافعی: سہواً یا حکم کا نہیں پتا تھا (جاہل عن الحکم) قلیل الکلام کیا تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔

دلیل احناف: قرآن کریم میں ہے: "قوموا للہ قانتین" قنوت کے معنی خاموشی ہے۔

ائمہ ثلاثہ: حضرت ~~ذوالقرنین~~ ذوالیدین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نماز میں گفتگو کی اور پھر سے نماز کو پورا فرمایا۔

جواب: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت: کنا نتکلم فی الصلوٰۃ یکلم الرجل صاحبہ وھو الی جنبہ فی الصلوٰۃ حتی نزلت قوموا للہ قانتین فامرنا بالسکوت ونھینا عن الکلام۔

چنانچہ روایت سے واضح ہو گیا کہ اس آیت کے نزول سے پہلے کلام جائز تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ لہٰذا آپ کی پیش کردہ اور اس مضمون کی تمام روایات منسوخ ہو گی۔

نمازی کے سامنے سے گزرنے سے نماز کا حکم

اصحاب ظواہر: نمازی کے آگے سے عورت، کتا یا گدھا گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

امام احمد بن حنبل: صرف اگر کالا کتا گزرا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

ائمہ ثلاثہ: کسی چیز کے نمازی کے سامنے سے گزرنے کی وجہ سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

(۱) **دلیل جمہور:** عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وھی بینہ وبین الکعبۃ علی فراش اھلہ اعتراض الجنازۃ۔

(۲) لا یقطع الصلوۃ شیء۔

دلیل احمد بن حنبل: عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الرجل ولیس بین یدیہ کآخرۃ الرحل او کواسطۃ الرحل قطع صلوتہ الکلب الاسود والمرأۃ والحمار

جواب: اس روایت میں نماز کے خشوع و خضوع کے متاثر ہونے کا بیان ہے

دو الفاظ استعمال ہوتے ہیں کسوف اور خسوف۔
(1) کسوف کے معنی تغیر و تبدیل ہے عرف میں سورج گرہن کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔

(2) خسوف کے معنی ہے دھنسنا اور اب چاند گرہن کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔

صلوۃ کسوف / خسوف کا حکم

احناف: صلوۃ کسوف سنت مؤکدہ ہے اور خسوف کی نماز مستحب ہے۔ اور عام نمازوں کی طرح ادا کی جائے گی۔

ائمہ ثلاثہ: سنت ہے لیکن عام نمازوں کی طرح نہیں بلکہ ایک رکعت میں دو رکوع کیے جائیں گے

دلیل احناف: ابو بکر رضی اللہ عنہ جب سورج گرہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں جیسا کہ ہم پڑھتے ہیں

ائمہ ثلاثہ دلیل: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء

حضرت ابن عباس اور حضرت ابن العاص رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز میں دو رکوع فرمائے۔

جواب: یہ رکوع نماز کا جزء نہیں تھا بلکہ سجدہ شکر کی
طرح رکوع تھے اور انکی حیثیت بھی نماز کے رکوع کی طرح نہیں
تھی بلکہ مختلف تھی۔